بسم اللہ الرحمن الرحیم

# کیا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرح بشر ہیں؟

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

## سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ قرآنِ مجید میں ہے: ﴿قُلۡ اِنَّمَاۤ اَنَا بَشَرٌ مِّثۡلُكُمۡ﴾ یعنی: ”آپ فرما دیجیے کہ میں تمہاری طرح بشر ہوں“ سوال یہ ہے کہ جب قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس اعلان کا حکم دیا ہے، تو پھر ہم ان کو اپنے جیسا بشر کیوں نہیں کہہ سکتے؟ تفصیلی رہنمائی فرمائیں۔

سائل: عبد اللہ (فیصل آباد)

## جواب

اوّلاً یہ سمجھ لیجیے کہ اپنے ظاہری وجود وصورت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلاشبہ بشر ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشریت کا مطلقاً انکار کرنا، کفر ہے کہ آپ کی بشریت قرآنِ مجید کی نصِ قطعی سے ثابت ہے۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت الشاہ امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 1340ھ/1921ء) لکھتے ہیں: ”جو مطلقاً حضور سے بشریت کی نفی کرے، وہ کافر ہے۔“ (فتاوی رضویہ، جلد14، صفحہ358، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

مگر سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے جیسا بشر کہنا جائز نہیں، کیونکہ یقیناً آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بشر بھی ہیں، لیکن آپ کی بشریت عام انسانوں کی طرح نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے مثل، خیر البشر، سید البشر اور افضل البشر ہیں، ہمیشہ سے پوری امت کا یہی موقف رہا ہے، لہٰذا آپ کی بشریت کو عام انسانوں کی طرح قرار دینا ایمان والوں کا شیوہ نہیں، قرآنِ کریم میں مختلف مقامات پر اسے کافروں کا طریقہ بتایا گیا ہے کہ وہ اپنے نبی کو اپنے جیسا بشر سمجھتے تھے۔ (تفصیل ذیل میں بیان کی جائے گی)۔

جہاں تک قرآنِ کریم میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشریت کے تذکرے کا معاملہ ہے، تو قرآنِ کریم کی کل انیس (19) آیات ہیں، جن میں انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی بشریت کا بیان ہوا، ان میں سے پندرہ (15) آیات وہ ہیں جن میں کفار ومشرکین نے انبیائے کرام علیہم السلام کو اپنے جیسا بشر کہا ہے اور قرآن پاک نے ان کے اقوال کو محض حکایت کے طور پر بیان کیا ہے، جبکہ چار (4) آیات میں انبیائے کرام علیہم السلام کے خود اپنے آپ کو بشر کہنے کو بیان کیا گیا ہے، اولاً پندرہ آیات بالترتیب ملاحظہ کیجیے:

(1): ﴿وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدۡرِهٖۤ اِذۡ قَالُوۡا مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنۡ شَیۡءٍ﴾ (سورۃ الانعام: 91)

(2): ﴿فَقَالَ الۡمَلَاُ الَّذِیۡنَ كَفَرُوۡا مِنۡ قَوۡمِهٖ مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثۡلَنَا وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِیۡنَ هُمۡ اَرَاذِلُنَا بَادِیَ الرَّاۡیِ ۚ وَمَا نَرٰى لَكُمۡ عَلَیۡنَا مِنۡ فَضۡلٍۭ بَلۡ نَظُنُّكُمۡ كٰذِبِیۡنَ﴾ (سورۃ ہود: 27)

(3): ﴿قَالُوْۤا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا تُرِیْدُوْنَ اَنْ تَصُدُّوْنَا عَمَّا كَانَ یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا فَاْتُوْنَا بِسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ﴾ (سورۃ اِبراہیم : 10)

(4): ﴿قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصٰلٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ﴾ (یہاں شیطان کا قول حکایت کیا گیا ہے۔) (سورۃ الحجر : 33)

(5): ﴿وَ اَسَرُّوا النَّجْوَی ۖ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا ۖ هَلْ هٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۚ﴾ (سورۃ الأنبیاء : 3)

(6): ﴿فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ یُرِیْدُ اَنْ یَّتَفَضَّلَ عَلَیْكُمْ ؕ﴾ (سورۃ المؤمنون : 24)

(7، 8): ﴿وَ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ وَ اَتْرَفْنٰهُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۙ مَا هٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ یَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَ یَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ ۙ (33) وَ لَىِٕنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ﴾ (سورۃ المؤمنون : 33، 34)

(9): ﴿فَقَالُوْۤا اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَیْنِ مِثْلِنَا﴾ (سورۃ المؤمنون : 47)

(10): ﴿قَالُوْۤا اِنَّمَاۤ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِیْنَ (185) وَ مَاۤ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَ اِنْ نَّظُنُّكَ لَمِنَ الْكٰذِبِیْنَ﴾ (سورۃ الشعراء : 153، 154)

(11): ﴿وَمَاۤ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَ اِنْ نَّظُنُّكَ لَمِنَ الْكٰذِبِیْنَ﴾ (سورۃ الشعراء : 186)

(12): ﴿قَالُوْا مَاۤ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَ مَاۤ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَیْءٍ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ﴾ (سورۃ یس : 15)

(13): ﴿كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِالنُّذُرِ فَقَالُوْۤا اَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهٗۤ اِنَّاۤ اِذًا لَّفِیْ ضَلٰلٍ وَّ سُعُرٍ﴾ (سورۃ القمر : 23، 24)

(14): ﴿فَقَالُوْۤا اَبَشَرٌ یَّهْدُوْنَنَا﴾ (سورۃ التغابن : 6)

(15): ﴿فَقَالَ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ یُّؤْثَرُ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ﴾ (سورۃ المدثر : 24، 25)

ان آیات سے یہ بات واضح ہوئی کہ انبیائے کرام علیہم السلام کو اپنے جیسا بشر سمجھنا اور کہنا کفار و مشرکین کی عادت تھی کہ وہ انبیائے کرام علیہم السلام کو کسی امتیازی وصف کے بغیر محض اپنے جیسا بشر کہتے تھے، نیز آیات کے سیاق و سباق سے صاف ظاہر ہے کہ بار بار بشر، بشر کی تکرار سے کفار کا مقصود نبی کی تحقیر یا ان کا عجز بیان کرنا ہوتا تھا، جیسا کہ ﴿اَبَشَرٌ یَّهْدُوْنَنَا﴾ "کیا یہ بشر ہمیں ہدایت دے گا؟"، ﴿اَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهٗۤ﴾ "کیا ہم اس بشر کی پیروی کریں؟" وغیرہ کلمات سے ظاہر ہے، بلکہ کوئی وصف یا قید لگا کر امتیاز بیان کرنا، تو دور کی بات ہے، وہ مثلیت یعنی اپنے جیسا ہونے کا دعوی کیا کرتے تھے اور یہی عادتِ بد ہمارے دور کے بھی کچھ کلمہ گو لوگوں میں نظر آتی ہے کہ وہ مسلمان کہلانے کے باوجود نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمالات، فضائل اور امتیازی خصوصیات کا پرچار کرنے کی بجائے رات، دن آپ کو اپنے جیسا بشر ثابت کرنے پر تلے ہیں، العیاذ باللہ۔

اب وہ چار آیات ملاحظہ کیجیے جن میں انبیائے کرام علیہم السلام نے خود اپنی بشریت کو بیان کیا، یہاں کفار کی روش کے برخلاف قرآنِ کریم کا اسلوب دیکھئے اور فرق سمجھیے کہ کفار کے اپنے جیسا بشر کہنے اور انبیائے کرام علیہم السلام کے خود اپنی بشریت بیان کرنے میں کتنا فرق ہے، چنانچہ وہ آیات درج ذیل ہیں :

(1) : ﴿قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ﴾ (سورۃ ابراہیم : 11)

(2) : ﴿قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا﴾ (سورۃ الاسراء : 93)

(3) : ﴿قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰۤى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ﴾ (سورۃ الکہف : 110)

(4) : ﴿قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰۤى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ﴾ (سورۃ فصلت : 6)

پہلی آیت میں رسلِ عظام نے ﴿بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ﴾ سے اپنی بشریت بیان کرنے کے فوراً بعد کلمہ ﴿وَلٰكِنَّ﴾ سے اس وہم کا استدراک کیا ہے جو اس زمانے کے بیمار دلوں میں رچ بس گیا تھا کہ انبیاء تو فقط ہماری طرح بشر ہیں، و بس۔ رسلِ عظام نے اس وہم کا رد کرتے ہوئے فرمایا کہ اگرچہ خلقت کے لحاظ سے بشر تو ہیں، لیکن اللہ کریم نے ہمیں اپنے خاص بندوں میں داخل فرما کر امتیازی شانیں عطا فرمائی ہیں۔

دوسری آیت میں نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ﴿بَشَرًا﴾ کے فوراً بعد ﴿رَّسُوْلًا﴾ کے اضافے سے گمراہ گروں کا رستہ بند کر دیا کہ میں بشر تو ہوں، لیکن تمہاری طرح محض بشر نہیں، بلکہ اللہ کا خاص رسول بھی ہوں۔

تیسری اور چوتھی آیت میں ﴿يُوْحٰۤى اِلَيَّ﴾ کے وصفِ خاص اور قید سے اپنی طرح بشر ہونے کا دعوی کرنے والوں کو آئینہ دکھا کر قیامت تک کے لئے نبی اور غیر نبی کی بشریت کا فرق واضح کر دیا گیا۔

مذکورہ قرآنی اسلوب سے واضح ہوا کہ انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام نے جہاں از خود اپنی بشریت بیان فرمائی، وہاں محض بشر نہیں کہا، بلکہ کسی امتیازی وصف کا بھی ذکر فرمایا اور قرآنِ کریم نے بھی اسی امتیازی وصف (وصفِ رسالت اور وحیِ الٰہی) کے ساتھ اس کو حکایت کیا، لیکن جہاں کسی امتیازی وصف کے بغیر محض بشر کہا گیا، تو وہ کفار کے رویے کو حکایت کیا گیا ہے، معلوم ہوا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے جیسا بشر کہنا اہل ایمان کا طریقہ نہیں، کفار کا طریقہ ہے، لہٰذا جو انبیائے کرام علیہم السلام کی بشریت بیان کرے، اس پر لازم ہے کہ کسی ایسے وصف یا قید کا اضافہ کرے جس سے بشریتِ محضہ کا وہم ختم ہو اور کفار کے طریقہ سے اجتناب ہو، مثلاً یہ الفاظ استعمال کرے : افضل البشر، سید البشر، خیر البشر، وغیرہ۔

٭... ہمیشہ سے پوری اُمت کا یہی موقف رہا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری طرح بشر نہیں، بلکہ بے مثل بشر ہیں، چنانچہ جن آیات میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرمایا گیا کہ آپ کہیے کہ میں تمہاری مثل بشر ہوں، ان میں مماثلت سے کیا مراد ہے؟ اس کی وضاحت مفسرینِ امت اور علمائے دین کے اقوال کی روشنی میں ملاحظہ کیجیے :

چنانچہ عبدالکریم قشیری رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات : 465ھ) لکھتے ہیں : ﴿قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ﴾ (الکہف : 110) : ”أخبر أنّك لهم من حيث الصورة والجنسية مشاكل، والفرق بينك وبينهم تخصيص الله سبحانه إياك بالرسالة، وتركه إياهم في الجهالة“ ترجمہ : اے نبی! لوگوں کو خبر دو کہ تم صورت و جنس کے اعتبار سے تو لوگوں کی طرح ہو، جبکہ آپ اور ان کے درمیان فرق ہے کہ اللہ نے آپ کو رسالت کے ساتھ خاص فرمایا اور انہیں جہالت میں چھوڑ دیا۔ (تفسیر قشیری، ج 2، ص 417، مطبوعہ مصر)

امام محمد بن محمد غزالی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات : 505ھ) لکھتے ہیں : ”النبي إذا شارك الناس في البشرية والانسانية في الصورة فقد باينهم من حيث المعنى؛ إذ بشريته فوق بشرية الناس لاستعداد بشريته لقبول الوحي. ﴿قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ﴾ أشار إلى طرف من المشابهة من حيث الصورة ﴿يُوْحٰٓى اِلَيَّ﴾ أشار إلى طرف المباينة من حيث المعنى“ ترجمہ : حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بشریت وانسانیت میں تو صورتاً لوگوں سے مشارکت رکھتے ہیں، لیکن معناً ان سے مختلف ہیں، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشریت لوگوں کی بشریت پر فوقیت رکھتی ہے، اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشریت میں قبولِ وحی کی استعداد اور صلاحیت ہے۔ ﴿قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ﴾ سے صورتاً مشابہت کی طرف اشارہ فرمایا اور ﴿يُوْحٰٓى اِلَيَّ﴾ سے من حیث المعنیٰ فرق ہونے کی طرف اشارہ فرمایا۔ (معارج القدس، ص 132، مطبوعہ دار الآفاق، بیروت)

اسی طرح علامہ علی قاری حنفی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے ”أنوار القرآن وأسرار الفرقان“ میں، علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے ”تفسیر مظہری“ میں، علامہ محمود آلوسی بغدادی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے ”تفسیر روح المعانی“ میں، علامہ ابنِ حجر عسقلانی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے ”فتح الباری“ میں اور قاضی عیاض مالکی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے ”الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ“ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے افضل البشر اور بے مثل ہونے پر بڑی نفیس اور عمدہ گفتگو فرمائی ہے۔

بغور دیکھئے کہ علمائے امت نے کس طرح صورت و جنس میں ظاہراً مماثلت کو بیان کرنے کے بعد عام لوگوں اور نبی کے درمیان فرق کو بھی واضح فرمایا۔ اور کس قدر اچھوتے انداز میں جہتِ مماثلت بیان کرنے کے ساتھ ساتھ جہتِ امتیاز بھی بیان فرمائی۔ بس یہی وہ انداز ہے جو بے ادبوں میں مفقود اور پاک طینت علمائے کرام میں موجود ہے۔

*... قرآنِ مجید میں جہاں بھی اللہ تعالیٰ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا کہ فرما دیجیے میں تمہاری مثل بشر ہوں۔ وہاں کفار کو جواب دینے کے لیے فرمایا کہ کفار سے فرمائیے کہ میں تمہاری طرح بشر ہوں، یعنی خدا یا فرشتہ نہیں ہوں۔ ایمان والوں کو اس طرح کہنے کا حکم نہیں دیا۔

چنانچہ آیتِ مبارکہ ﴿قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ﴾ کے تحت تفسیرِ طبری میں ہے : ”قل يا محمد لهؤلاء المعرضين عن آيات الله من قومك: أيها القوم، ما أنا إلا بشر من بني آدم مثلكم في الجنس والصورة والهيئة لست بمَلك ﴿يُوْحٰٓى اِلَيَّ﴾ يوحي الله إلي“ ترجمہ : یعنی اے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اللہ کی آیات سے منہ موڑنے والی اپنی قوم سے فرمائیے کہ اے قوم

!میں بھی جنس اور شکل وصورت میں تمہاری طرح آدمی ہوں، کوئی فرشتہ نہیں ہوں، ہاں مجھے اللہ کی طرف سے وحی کی جاتی ہے۔ (تفسیر طبری، ج 21، ص 429، مطبوعہ دار التربیۃ)

**مسلمانوں کے متعلق کیا تعلیم فرمائی؟** تو قرآن وحدیث کی روشنی میں یہ بات بالکل واضح نظر آتی ہے کہ مسلمانوں کو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بلند پایا مقام ومرتبہ اور انفرادی وامتیازی شان بیان کرکے آداب بجالانے کا حکم دیا اور واضح فرمادیا کہ جس طرح آپس میں ایک دوسرے کو اپنے جیسا سمجھ کر بات کرتے ہو، سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق وہ الفاظ اور لب ولہجہ بھی کبھی استعمال نہ کرنا، چنانچہ آدابِ مصطفیٰ کی تعلیم دیتے ہوئے فرماتا ہے: ﴿لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا﴾ ترجمۂ کنزالعرفان: (اے لوگو!) رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ بنالو، جیسے تم میں سے کوئی دوسرے کو پکارتا ہے۔ (سورۃ النور، آیت 63)

اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی مسلمانوں سے کبھی نہیں فرمایا کہ میں تمہاری طرح بشر ہوں، بلکہ انہیں فرمایا کہ تم میں سے کوئی بھی میرے جیسا نہیں ہوسکتا، چنانچہ صومِ وصال سے منع کرتے ہوئے فرمایا: "أيكم مثلي، إني أبيت يطعمني ربي ويسقين" یعنی: تم میں سے میرے جیسا کون ہے؟ میں اپنے رب کے ہاں رات بسر کرتا ہوں، وہ مجھے کھلاتا بھی ہے، پلاتا بھی ہے۔ (صحیح بخاری، ج 8، ص 174، طبع دمشق)

دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں: "إني لست كأحدكم، إني أبيت يطعمني ربي ويسقيني" یعنی: میں تم جیسا نہیں ہوں۔۔ الخ۔ (مسند احمد، ج 12، ص 166، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ)

بلاعذر بیٹھ کر نفل پڑھنے کا ثواب آدھا بیان کرنے کے بعد فرمایا: "لكني لست كأحد منكم" یعنی: لیکن میں تمہاری مثل نہیں ہوں (یعنی مجھے مکمل ثواب ہی ملتا ہے)۔ (صحیح مسلم، ج 2، ص 165، مطبوعہ ترکیا)

معلوم ہوا کہ ایمان والوں کو ہرگز یہ روا نہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے جیسا بشر سمجھیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بلند وبالا شانوں کو پسِ پشت ڈال کر ظاہری بشریت کو بنیاد بنا کر آپ کو اپنے جیسا بشر کہنا شروع کردیں۔

*... مزید یہ کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو حکم دیا گیا کہ آپ فرمائیے کہ میں تمہاری طرح بشر ہوں، یہ چند حکمتوں کے پیشِ نظر تھا، مثلاً:

**(1)** چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سراپا معجزہ ہستی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسے اُمور کا صدور ہوتا رہتا تھا جو عام انسان سے عادتاً محال ہوتے ہیں، تو ممکن تھا کہ لوگ احساسِ اجنبیت کی بنا پر آپ سے اس طرح مانوس نہ ہوتے اور کماحقہ اکتسابِ فیض نہ کرپاتے، تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا کہ اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ اپنی بشریت کا اعلان کیجیے تاکہ مخلوقِ خدا آپ کو اپنی جنس یعنی انسان سمجھتے ہوئے آپ سے مانوس ہو اور آپ سے اکتسابِ فیض کرسکے۔

(2) سابقہ ادیان میں لوگوں نے اپنے نبی علیہ السلام کے معجزات دیکھ کرانہیں خدا یا خدا کا بیٹا کہنا شروع کر دیا تھا، جیسے حضرت عیسی علیہ السلام کو ان کی امت نے مُردے زندہ کرتے اور بیماروں کو شفا دیتے دیکھا، تو انہیں خدا اور خدا کا بیٹا کہنا شروع کر دیا، حضرت عزیر علیہ السلام سو سال آرام فرمانے کے بعد جب اپنی قوم میں تشریف لائے، تو یہود نے انہیں خدا کا بیٹا کہنا شروع کر دیا۔ تو خوف تھا کہ کہیں لوگ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چاند کے ٹکڑے کرنا، سورج کو واپس بلانا، انگلیوں سے چشمے جاری کرنا، بیماروں کو شفا دینا وغیرہ بے شمار معجزات دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خدا یا خدا کا بیٹا کہنا شروع نہ کر دیں، اس لیے سدِّباب کے طور پر تعلیم فرمائی گئی کہ اے حبیب! اعلان کیجیے کہ میں بھی تم جیسا بشر ہوں، خدا یا خدا کا بیٹا نہیں ہوں۔

(3) ایک حکمت یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عاجزی کی تعلیم ارشاد فرمائی، جیسا کہ مذکورہ آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں سید المفسرین حضرت عبدللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو تواضع کی تعلیم ارشاد فرمائی کہ آپ فرمائیں کہ جیسے تم انسان ہو اسی طرح میں بھی انسان ہوں، البتہ مجھے تم لوگوں پر یہ خصوصیت حاصل ہے کہ میری طرف وحی آتی ہے۔

چنانچہ تفسیرِ بسیط، بغوی، قرطبی، خازن وغیرہا میں ہے: ”قال ابن عباس: علم اللہ رسوله التواضع لئلا يزهو على خلقه. وهذا أمر من اللہ لرسوله بأن يقر على نفسه بأنه آدمي كغيره، إلا أنه أكرم بالوحي“ مفہوم بیان ہو چکا۔ (التفسیر البسیط، ج 14، ص 175، مطبوعہ عمادۃ البحث العلمی)

اور محبوبانِ بارگاہِ الٰہی اور اصحابِ فضل وکمال اپنے لیے جو کلمات بطورِ عاجزی استعمال کرتے ہیں، دوسروں کے لئے ہرگز ہرگز روا نہیں ہوتا کہ وہ بھی ان کے لیے وہی کلمات استعمال کریں۔ لہٰذا اگرچہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی بجا آوری اور تواضع کے طور پر یا دیگر حکمتوں کے پیشِ نظر اپنے آپ کو عام انسانوں کی طرح بشر فرمایا ہے، لیکن ہم امتیوں کے لیے کسی صورت جائز نہیں کہ ہم بھی وہی الفاظ استعمال کرتے ہوئے مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے جیسا بشر کہیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ سے سوال ہوا کہ زید کہتا ہے جب قرآن میں (قل انما انا بشر مثلکم) ہے، تو ہم بھی آپ کو اپنے جیسا بشر کہہ سکتے ہیں، جبکہ عمرو کہتا ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے جیسا بشر کہنا ہرگز جائز نہیں۔ کس کی بات درست ہے؟ تو آپ رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے تفصیلی جواب دیتے ہوئے فرمایا: ”(کافر) انبیاء علیہم السلام کو اپنا سا بشر مانتے تھے ۔۔۔ لیکن اِن سے زیادہ دل کے اندھے وہ (ہیں جو) کہ وحی و نبوت کا اقرار کریں اور پھر انہیں (یعنی انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کو) اپنا ہی سا بشر جانیں، زید کو ”قُلْ اِنَّمَاۤ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ“ سوجھا اور ”یُوْحٰۤى اِلَیَّ“ نہ سوجھا جو غیر متناہی (لامحدود) فرق ظاہر کرتا ہے، زید نے اتنا ہی ٹکڑا لیا جو کافر لیتے تھے، انبیاء عَلَیْہِمُ السَّلَام کی بشریت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام کی ملکیت سے اعلیٰ ہے، وہ ظاہری صورت میں ظاہر بینوں کی آنکھوں میں بشریت رکھتے ہیں، جس سے مقصود خلق کا اِن سے اُنس حاصل کرنا اور ان سے فیض پانا (ہے) ولہٰذا ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّ لَلَبَسْنَا عَلَیْهِمْ مَّا یَلْبِسُوْنَ﴾ (انعام : ۹) اور اگر ہم فرشتے کو رسول کر کے بھیجتے تو ضرور اسے

مرد ہی کی شکل میں بھیجتے اور ضرور انہیں اسی شبہ میں رکھتے جس دھوکے میں اب ہیں۔ (اس سے) ظاہر ہوا کہ انبیاء عَلَیْہِمُ السَّلَام کی ظاہری صورت دیکھ کر انھیں اوروں کی مثل سمجھنا ان کی بشریت کو اپنا سا جاننا، ظاہر بینوں (اور) کور باطنوں کا دھوکا ہے (اور) یہ شیطان کے دھوکے میں پڑے ہیں۔ ان کا کھانا پینا سونا یہ افعالِ بشری اس لئے نہیں کہ وہ ان کے محتاج ہیں، حاشا (یعنی ہر گز نہیں، آپ تو ارشاد فرماتے ہیں) ”لست کاحد کم انی ابیت عند ربی یطعمنی ویسقینی“ میں تمہاری طرح نہیں ہوں میں اپنے رب کے ہاں رات بسر کرتا ہوں وہ مجھے کھلاتا بھی ہے اور پلاتا بھی ہے۔ (بلکہ) ان کے یہ افعال بھی اقامتِ سنت و تعلیمِ امت کے لئے تھے کہ ہر بات میں طریقۂ محمودہ لوگوں کو عملی طور سے دکھائیں۔۔۔ عمرو نے سچ کہا کہ یہ قول ﴿اِنَّمَاۤ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ﴾ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی طرف سے نہ فرمایا، بلکہ اس کے فرمانے پر مامور ہوئے، جس کی حکمت تعلیمِ تواضع، و تانیسِ اُمت، و سدِ غلو نصرانیت (یعنی عاجزی کی تعلیم، امت کے لئے اُنسیت کا حصول اور عیسائیوں کی طرح حد سے بڑھنے سے روکنا) ہے، اول، دوم ظاہر، اور سوم یہ کہ مسیح علیہ السلام کو ان کی امت نے ان کے فضائل پر خدا اور خدا کا بیٹا کہا، پھر فضائل محمدیہ علی صاحبہا الصلاۃ والسلام کی عظمت شان کا اندازہ کون کرسکتا ہے، یہاں اس غلو کے سدِباب کے لئے تعلیم فرمائی گئی کہ کہو میں تم جیسا بشر ہوں خدا یا خدا کا بیٹا نہیں، ہاں ”یُوْحٰۤى اِلَیَّ“ رسول ہوں، دفعِ اِفراطِ نصرانیت کے لئے پہلا کلمہ تھا اور دفعِ تفریطِ ابلیسیَّت کے لئے دوسرا کلمہ، اسی کی نظیر ہے جو دوسری جگہ ارشاد ہوا: ﴿قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا﴾ تم فرمادو پاکی ہے میرے رب کو میں خدا نہیں، میں تو انسان رسول ہوں۔ اِنہیں دونوں کے دفع کو کلمۂ شہادت میں دونوں لفظِ کریم جمع فرمائے گئے ”اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ“ میں اعلان کرتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ بندے ہیں خدا نہیں، رسول ہیں خدا سے جدا نہیں، شیطنت اس کی کہ دوسرا کلمہ امتیازِ اعلیٰ چھوڑ کر پہلے کلمہ تواضع پر اِقتصار کرے۔“ (فتاوی رضویہ، جلد 14، صفحہ 662 تا 665، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن)

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّ وَجَلَّ وَرَسُوْلُه اَعْلَم صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم

مجیب: مفتی محمد قاسم عطاری

فتوی نمبر: FSD-10061

تاریخ اجراء: 08 محرم الحرام 1448ھ/24 جون 2026ء